OPEN ACCESS
Al-ISRA
International Journal of Islamic Thought
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 2, July - December 2025 PP: 216-223

جدید تعلیمی نفسیات کا سیرت طیبہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Modern Educational Psychology in the Light of Seerah

Dr. Maqsood Ur Rehman
Lecturer, Department of Islamic Studies & Religious Affairs,
University of Malakand, Chakdara Dir Lower
Email: maqsood2121986@gmail.com

Mr. Mubarak Din
M.S Scholar, Department of Islamic Studies, Bahria University,
Islamabad
Email: mubarakdin785@gmail.com

Mr. Atiullah (Corresponding Author)
M.Phil in Islamic Studies, Department of Islamic & Arabic Studies,
University of Swat
Email: atiullahayazashrafisb@gmail.com

Abstract

Modern educational psychology has evolved as a fundamental discipline shaping contemporary pedagogical methodologies, learning theories, and behavioral management in academic institutions. While contemporary theories—such as cognitive constructivism, behavioral conditioning, and humanistic learning—offer valuable insights into human cognition and emotional development, they frequently lack a holistic moral and spiritual foundation. This research examines the core paradigms of modern educational psychology through an analytical and comparative lens, anchoring its evaluation in the prophetic traditions and pedagogical methods of the Prophet Muhammad (ﷺ). By identifying the research gap between purely materialist-empirical learning models and prophetic character-centric education, this study employs a qualitative, analytical methodology to synthesize classical Islamic sources with contemporary educational discourse. The findings reveal that the prophetic method (Sirat-i-Tayyiba) anticipates and surpasses modern psychological principles by harmonizing cognitive engagement, emotional intelligence, individual differentiation (individual differences), and incremental behavior modification with an overarching spiritual framework. The study concludes with actionable strategies for integrating prophetic pedagogical insights into modern curricula, fostering holistic development in learners.

Keywords*: Educational Psychology, Seerah, Prophetic Pedagogy, Cognitive Constructivism, Islamic Education, Individual Differences.*

تمہید

انسان کی انفرادی و اجتماعی تعمیر و ترقی میں تعلیم و تربیت کو مرکزی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ علم محض معلومات کا مجموعہ نہیں، بلکہ یہ انسان کے ادراک، رویوں، فکر اور عمل میں مثبت اور پائیدار تبدیلی لانے کا عمل ہے۔ تاریخ انسانی میں جتنے بھی علمی و فکری انقلابات رونما ہوئے ہیں، ان کی پشت پر کوئی نہ کوئی جامع تعلیمی و تربیتی فلسفہ کارفرما رہا ہے۔ جدید دور میں اس تعلیمی و تربیتی عمل کو علمی اور سائینسی بنیادیں فراہم کرنے کے لیے "تعلیمی نفسیات" کا شعبہ وجود میں آیا، جس نے یہ سمجھنے کی کوشش کی کہ انسانی ذہن کس طرح معلومات کا پروسیس کرتا ہے، جذبات اور ماحول کس طرح تعلیمی عمل پر اثر انداز ہوتے ہیں، اور مختلف سنی مراحل میں سیکھنے کے صلاحیتیں کس نوعیت کی ہوتی ہیں۔

تاہم، جدید تعلیمی نفسیات کا زیادہ تر انحصار تجربی، برتاؤ پسندانہ اور مادّی نقطہ نظر پر رہا ہے۔ اس فکری اپروچ نے اگرچہ ذہنی میکانکیات اور سائنسی تشریح میں نمایاں پیش رفت کی ہے، مگر اس نے انسان کو محض ایک حیاتیاتی یا تجربی وجود تک محدود کر دیا، جس کی وجہ سے روحانی، اخلاقی اور ابدی اقدار کی تربیت کا پہلو تشنہ رہ گیا۔ اس کے برعکس، اسلامی تناظر اور خصوصاً سیرت طیبہ میں تعلیم و تربیت کا مفہوم نہایت جامع، متوازن اور انسان کے تمام ابعاد (جسم، عقل، روح اور جذبات) کو احاطہ کرنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد ہی تعلیم و تزکیہ قرار دیا گیا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[1]

یہ آیت مبارکہ واضح کرتی ہے کہ نبوی طریقہ تعلیم محض سکھانے تک محدود نہیں تھا، بلکہ اس میں روحانی و جذباتی تزکیے اور فکری و عقلی حکمت کا دوش بدوش امتزاج موجود تھا۔ آنحضرت ﷺ نے عرب کے ایک بدوی اور ناخواندہ معاشرے کو قلیل مدت میں دنیا کی سب سے زیادہ متمدن، اخلاقی اور علم دوست قوم میں تبدیل کر دیا۔ یہ عظیم ترین تعلیمی و تربیتی انقلاب اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمی و تربیتی روش کا جدید تعلیمی نفسیات کے مسلمات کی روشنی میں سائنسی و تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تاکہ عصر حاضر کے تعلیمی بحرانوں کا حل تلاش کیا جا سکے۔

اس تحقیقی مقالے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ جدید تعلیمی نفسیات کے اہم نظریات اور سیرت طیبہ کے تعلیمی اسالیب کا ایک تقابلی و تجزیاتی محاکمہ پیش کیا جائے، اور یہ ثابت کیا جائے کہ سیرت طیبہ نہ صرف جدید نفسیاتی اصولوں کی تصدیق کرتی ہے بلکہ ان کو اخلاقی و روحانی وسعت عطا کر کے ایک مکمل اور پائیدار تعلیمی ماڈل فراہم کرتی ہے۔

ادبی جائزہ

تعلیم اور نفسیات کے باہمی تعلق پر جدید دور میں وسیع کام ہوا ہے۔ تھورنڈائک، پیاژے، وائگوٹسکی اور بی ایف سکنر جیسے نامور مغربی ماہرین نفسیات نے ادراکی ارتقاء، مشروطیت اور سماجی تعامل پر گراں قدر نظریات پیش کیے ہیں۔[2] ان ماہرین نے اس بات پر زور دیا ہے کہ آموختہ (سیکھنے) کا عمل محض حفظ کر لینے کا نام نہیں، بلکہ یہ ماحول، ذاتی تجربے اور باہمی تعامل کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اسلامی فکر اور سیرت کے تناظر میں، کلاسیکی علماء نے بھی تعلیمی نفسیات کے بنیادی عناصر پر گہرے نقوش چھپائے ہیں۔ امام غزالی (م: 505ھ) نے اپنی شاہکار تصنیف "احیاء علوم الدین" اور "ایہا الولد" میں متعلّم کی نفسیات، استاد کے اخلاق اور

تدریجی تعلیم کے اصولوں پر مفصل بحث کی ہے۔[3] انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ بچے کا ذہن ایک پاکیزہ گوہر کی مانند ہوتا ہے جو ہر نقش کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح ابن خلدون (م: 808ھ) نے اپنے "مقدمہ" میں تعلیم میں سختی کے نقصانات، متعلّم کی استعداد کے مطابق تدریس اور بصری و عملی اسالیب کی اہمیت پر مدلل بحث کی ہے۔[4]

جدید اسلامی جدیدیت اور سیرت نگاری کے شعبے میں، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مولانا قاضی سلیمان منصور پوری، اور ڈاکٹر عبداللہ قادری نے سیرت طیبہ کے تعلیمی و تربیتی ابعاد پر قلم اٹھایا ہے۔[5] اسی طرح عصر حاضر میں عبدالفتاح ابو غدہ نے اپنی معروف کتاب "الرسول المعلم واسالیبہ فی التعلیم" میں نبی کریم ﷺ کے 40 سے زائد اسالیب تدریس کا احاطہ کیا ہے، جو نفسیاتی اعتبار سے انتہائی اہم ہیں۔[6]

تاہم، موجودہ ادبیات کا تنقیدی جائزہ لینے سے یہ تحقیقی خلا سامنے آتا ہے کہ زیادہ تر جدید کام یا تو صرف مغربی تعلیمی نفسیات کی تشریح تک محدود ہے یا پھر سیرت کے اسالیب کی محض توصیفی فہرست پیش کرتا ہے۔ سیرت طیبہ کے اسالیب تدریس اور جدید تعلیمی نفسیات کے بنیادی نظریات (مثلاً تعمیریت/تخلیقیت، جذباتی ذکاوت اور انفرادی فروق) کے درمیان ایک گہرا تحلیلی و تنقیدی تقابل اور امتزاج بہت کم ملتا ہے۔ یہ مقالہ اسی خلا کو پر کرنے کی ایک علمی کوشش ہے۔

نظریاتی فریم ورک

یہ تحریر ایک سہ جہتی نظریاتی فریم ورک پر مبنی ہے:

1۔ ادراکی اور ساخت بردارانہ نظریہ:

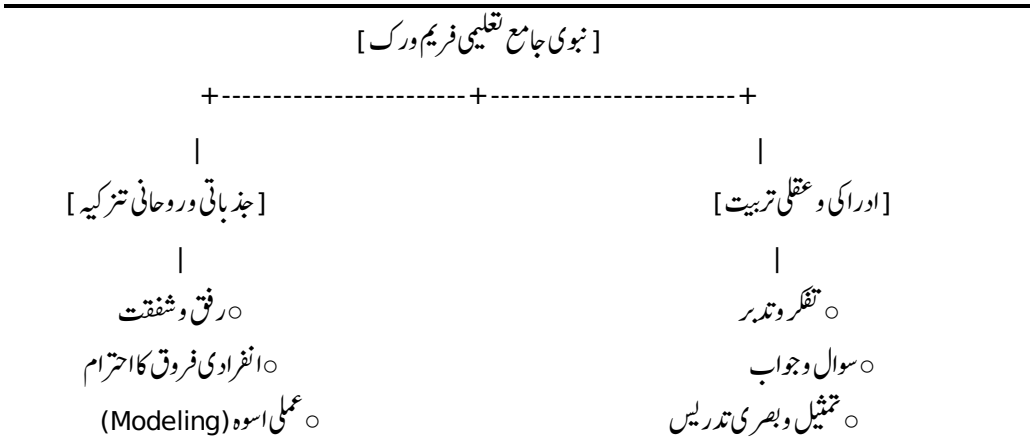
یہ نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ متعلّم معلومات کو محض غیر فعال انداز میں حاصل نہیں کرتا، بلکہ وہ اپنے سابقہ تجربات اور فکری ساخت کی بنیاد پر نیا علم تخلیق کرتا ہے۔

2۔ سماجی و جذباتی یادگیری کا نظریہ:

یہ فریم ورک تعلیمی عمل میں جذباتی ذکاء، خود شناسی، اور شفقت پر مبنی استادی و شاگردی کے تعلق کو مرکزیت دیتا ہے۔

3۔ نبوی تزکیاتی و متوازن فریم ورک:

یہ جامع اسلامی فریم ورک علم کو تزکیہ، عمل اور اخلاق کے ساتھ جوڑتا ہے، جہاں "عقل" اور "قلب" دونوں کی یکساں تربیت کی جاتی ہے۔



اہم تجزیاتی بحث

1۔ ادراکی ترقی اور ساخت برداری

جدید تعلیمی نفسیات میں ژاں پیاژے اور وائگوٹسکی کے ادراکی نظریات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ پیاژے کے مطابق متعلّم کی ادراکی صلاحیتیں عمر کے مختلف مراحل کے ساتھ بالیدہ ہوتی ہیں، جبکہ وائگوٹسکی اپنے سماجی و ثقافتی نظریے کے تحت یہ موقف اختیار کرتا ہے کہ بچہ دوسروں کی مدد اور تدریسی سہاروں کے ذریعے زیادہ بہتر انداز میں سیکھتا ہے۔[7]

سیرت طیبہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی ادراکی بالیدگی کے مطابق معلومات کی فراہمی اور سوال و جواب کا طریقہ اپنایا۔ اپ نے بھی کبھی متعلّم پر اس کی عقلی سطح سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد اسی نفسیاتی حقیقت کا مظہر ہے:

"حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ، أَتُحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ؟"[8]

(لوگوں سے ان کی عقل اور فہم کے مطابق بات کرو، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے؟)

سیرت طیبہ میں سکافولڈنگ کا بہترین نمونہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت کا مکالمہ ہے:

نبی کریم ﷺ نے پوچھا: "تم فیصلہ کس طرح کرو گے؟" انہوں نے کہا: "اللہ کی کتاب سے۔" فرمایا: "اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ؟" کہا: "رسول اللہ کی سنت سے۔" فرمایا: "اگر سنت میں بھی نہ پاؤ؟" کہا: "میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔" رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر تھپکی دی اور فرمایا: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس سے اس کا رسول راضی ہے۔"[9]

اس مکالمے میں نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو براہ راست حکم دینے کے بجائے سوالات کے ذریعے ان کے ادراکی ڈھانچے کو بیدار کیا اور ان کے فکر کو خود مختار اجتہاد کے لیے تیار کیا۔ یہ ساخت برداری کی اعلیٰ ترین عملی مثال ہے۔

2۔ انفرادی فروق کا احترام

جدید تعلیمی نفسیات میں انفرادی فروق کا تصور انتہائی اہم ہے۔ ہر فرد کا ضریب ذہانت، جذباتی رجحان اور سیکھنے کا انداز دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ ہاورڈ گارڈنر کا نظریہ کثیر الذہانت یہ واضح کرتا ہے کہ انسانی ذہانت کے مختلف پہلو ہوتے ہیں—

مثلاً زبانی، منطقی، بصری، یا بین الشخصی ذہانت۔[10]

رسول اللہ ﷺ کا تعلیمی اسوہ انفرادی فروق کے احترام سے عبارت تھا۔ اپ نے تمام صحابہ کو ایک ہی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش نہیں کی، بلکہ ہر فرد کی فطری صلاحیت، استعداد اور رجحان کو پہچان کر اس کی آبیاری کی:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ: ان کی عسکری اور تفکرانہ صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں "سیف اللہ" کا لقب دیا اور فوجی قیادت سونپی۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: ان کی زبان دانی اور حافظے کی صلاحیت کو دیکھ کر انہیں غیر ملکی زبانیں (عبرانی و سریانی) سیکھنے اور کتابت وحی کا مکلّف بنایا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ: ان کے ذوق علم اور تجوید کی بنیاد پر انہیں قرآن کی تدریس کا مرجع بنایا۔[11]

جب مختلف صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے ایک ہی سوال پوچھا کہ "سب سے افضل عمل کون سا ہے؟" تو آپ ﷺ نے ہر شخص کی نفسیات اور ضرورت کے مطابق مختلف جوابات دیے:

کسی سے فرمایا: "نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھنا"، کسی سے فرمایا: "والدین کے ساتھ حسن سلوک"، اور کسی سے فرمایا: "غصہ نہ کرنا"۔[12] یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک تدریس میں کوئی ایک یکساں پیمانہ یا عمومی کلیہ رائج نہیں تھا، بلکہ آپ ﷺ ہر متعلّم کے احوال کا باریک بینی سے نفسیاتی جائزہ لیتے تھے۔

[انفرادی صلاحیتوں کی نبوی پرورش]

[حضرت خالد بن ولید]	[حضرت زید بن ثابت]	[حضرت ابن مسعود]
عسکری وتدبیری صلاحیت	لسانی و تحریری صلاحیت	علمی وقرآنی بصیرت
(سپہ سالار کا کردار)	(مترجم وکاتب وحی)	(فقاہت و معلّمی)

3۔ بصری، تمثیلی اور تعاملی تدریس

نفسیات تعلّم ثابت کرتی ہے کہ انسان دیکھنے (بصری) اور خود عمل کرنے (حرکتی) کے ذریعے، محض سن کر یا رکھنے کی نسبت، زیادہ تیزی اور پائیدار انداز میں سیکھتا ہے تھورنڈائک کے مطابق حواس خمسہ کا تعلیمی عمل میں جتنا زیادہ استعمال ہوگا، تعلم اتنا ہی موثر ہوگا۔[13]

نبی کریم ﷺ نے اپنی مجلس میں بصری اور عملی ذرائع کا بے شمار جگہوں پر استعمال فرمایا:

الف) ریت پر خطوط کھینچنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک سیدھا چوکور خط (مربع) کھینچا، پھر اس کے درمیان میں ایک خط کھینچا جو اس سے باہر نکل رہا تھا، اور اس کے پہلوؤں میں چھوٹے چھوٹے خطوط کھینچے۔ پھر فرمایا:

یہ انسان ہے، اور یہ چوکور خط اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے، اور یہ باہر نکلتا ہوا خط اس کی آرزوئیں ہیں، اور یہ چھوٹے خطوط حوادث زمانہ ہیں۔ اگر وہ ایک سے بچتا ہے تو دوسرے کا شکار ہو جاتا ہے۔[14]

ب) انگلیوں کے اشارے سے تشبیہ

یتیم کی کفالت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا اور فرمایا:

"أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا"[15]

(میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے)۔

یہ تجسیم متعلّم کے ذہن میں دائمی نقش چھوڑ دیتی ہے جو محض الفاظ سے ممکن نہیں ہوتی۔

4۔ جذباتی الذکاء اور رفق پر مبنی ماحول

دانیال گولمین نے جدید دور میں "جذباتی الذکاء" کے تصور کو متعارف کرایا، جس میں خود شناسی، جذبات کی تنظیم، اور ہمدردی شامل ہیں۔[16] تعلیمی نفسیات کے مطابق اگر متعلّم خوف، پریشانی یا خوفزدہ ماحول میں ہو تو اس کا ادراکی عمل منجمد ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس، شفقت اور محبت کا ماحول سیکھنے کی صلاحیت کو نکھارتا ہے۔

سیرت طیبہ اس کی روشن ترین مثالیں پیش کرتی ہے۔ جب ایک بدوی نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا، تو صحابہ کرام شدید غصے میں اس کی طرف لپکے۔ لیکن معلم اعظم ﷺ نے فرمایا:

" دَعُوهُ وَأَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ"[17]

(اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دو، تم آسانیاں پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو، سختیاں کرنے کے لیے نہیں)۔

بعد میں اس بدوی نے اعتراف کیا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، انہوں نے نہ مجھے ڈانٹا، نہ مارا، نہ میری تحقیر کی، بلکہ نہایت نرمی سے سمجھایا کہ یہ مساجد نماز اور ذکر الٰہی کے لیے ہیں"۔[18]

یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ غلطی پر فوراً سزا دینے یا ذلیل کرنے کے بجائے، متعلّم کی جذباتی حالت اور اس کی جہالت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی اصلاح کرنا کتنا عظیم نفسیاتی اثر رکھتا ہے۔

دید اور نبوی تعلیمی ماڈلز کا تقابلی محاکمہ

مندرجہ ذیل جدول جدید تعلیمی نفسیات کے اہم اصولوں اور سیرت طیبہ کے مماثل و فائق اسالیب کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے:

تعلیمی/نفسیاتی شعبہ	جدید تعلیمی نفسیات کا نقطہ نظر	سیرت طیبہ کا اسوہ اور حل
تعلم کا مقصد	معاشی استعداد اور عقلی مہارات کا حصول	تزکیہ، اخلاقی بالیدگی اور کامیابی دارین
استاد اور شاگرد کا تعلق	پروفیشنل، معاہداتی یا سہولت کارانہ	شفیق باپ، معلم اور روحانی سرپرست کا تعلق
تعلیمی تحریک	خارجی انعامات و ذاتی مفاد	داخلی تقویٰ، حب الٰہی اور آخرت کا تصور
اصلاح خطا	رویے کی تبدیلی کی تکنیکیں	عزت نفس کی حفاظت، نرمی اور تالیف قلب
تنوع و انفرادی فروق	کثیر الذہانت اور تدریسی انفرادیت	فطری صلاحیتوں کا اعتراف اور باصلاحیت ماموریت

معاصر تطبیق

آج کا تعلیمی نظام شدید بحران کا شکار ہے۔ تعلیمی اداروں میں ڈگریوں کی فراوانی کے باوجود اخلاقی زوال، ذہنی تناؤ، اور استاد و شاگرد کے باہمی تعلقات میں فاصلے بڑھ رہے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جدید تعلیمی نفسیات نے معلومات کی فراہمی پر تو تمرکز کیا، لیکن شخصیت سازی کو نظرانداز کر دیا۔

سیرت طیبہ کے تعلیمی اسالیب کی معاصر تطبیق کے لیے مندرجہ ذیل خطوات ضروری ہیں:

1۔ نصاب کی تزکیاتی تشکیل: تعلیمی نفسیات کو محض مادّی کامیابی کا ذریعہ بنانے کے بجائے، اس میں اخلاقی اور روحانی اقدار کو شامل کیا جائے تاکہ طالب علم میں مقصدیت کا احساس پیدا ہو۔

2۔ استاد کا بطور اسوہ کارنامے: جدید تعلیمی نظام استاد کو محض ایک "سہولت کار" بناتا ہے۔ اس کے برعکس، نبوی ماڈل استاد کو ایک "عملی اسوہ" بناتا ہے۔ جب تک استاد کا کردار اور عمل ہم آہنگ نہیں ہوگا، تدریس اثر انگیز نہیں ہو سکتی۔

3۔ خوف سے پاک تعلیمی ماحول: مدارس اور سکولوں میں تشدد اور سخت گیری کا خاتمہ کر کے، نبوی رفق و شفقت کے اصول کو نافذ کیا جائے تاکہ متعلّمین کی تخلیقی صلاحیتیں پنپ سکیں۔

تنقیدی محاکمہ

اگرچہ جدید تعلیمی نفسیات نے سائنسی پیمائش، تجرباتی آلات اور شواہد کے ذریعے تدریسی نظام کو منظّم بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے، لیکن اس کی بنیادی کمزوری اس کا مادہ پرستانہ اور لادینی فلسفہ ہے۔ جدید نظریات میں انسان کو صرف ماحول اور جینیاتی خصائص کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے۔

اس کے برعکس، سیرت طیبہ پر مبنی تعلیمی ماڈل انسان کو ایک "مکرم وجود" (وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ) مانتا ہے۔ یہ ماڈل عقل کی بالیدگی کے ساتھ روح کی پاکیزگی اور جذبات کی تہذیب کرتا ہے۔ سیرت طیبہ کا تعلیمی ماڈل کسی خاص زمانے یا خطے تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کے اندر لچک اور آفاقیت موجود ہے جو ہر دور کے انسانی معاشرے کی نمو اور تربیت کے لیے یکساں طور پر مؤثر ہے۔

نتائج البحث:

1. اس تحلیلی مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ محض ایک سیاسی یا مصلح لیڈر نہیں تھے، بلکہ انسانی تاریخ کے سب سے بڑے اور کامل معلم اور نفسیات انسانی کے سب سے بڑے داناداں تھے۔
2. جدید تعلیمی نفسیات جن اصولوں کو قرن ہا قرن کی سائنسی تحقیق و تجربات کے بعد آج دریافت کر رہی ہے ــــ مثلاً ادراکی تدریج، انفرادی فروق کا لحاظ، تمثیل و تجسیم کے ذرائع، بصری و عملی اسالیب، اور جذباتی ذکاوت ــــ ان تمام اصولوں کو نبی کریم ﷺ نے چودہ سو سال قبل اپنے قول و عمل سے مکمل اور بے عیب شکل میں نافذ کر کے دکھایا۔
3. جدید تعلیمی نفسیات کی افادیت سے انکار ممکن نہیں، لیکن اس کو روح اور اخلاق سے عاری کر دینے سے جو منفی نتائج برآمد ہوئے ہیں، ان کا علاج صرف اور صرف سیرت طیبہ کے نبوی تعلیمی ماڈل کی طرف رجوع کرنے میں ہے۔
4. ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے جدید تعلیمی اداروں، تربیتی مراکز اور نصاب تعلیم میں سیرت کے ان درخشندہ اسالیب کو عملی طور پر ضم کریں تاکہ ایک ایسی نسل تیار کی جاسکے جو عقلی طور پر پختہ، جذباتی طور پر متوازن، اور اخلاقی و روحانی طور پر بلند کردار کی حامل ہو۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1 القرآن، سورۃ الجمعۃ: 2

2 Edward L. Thorndike, Educational Psychology (New York: Teachers College, Columbia University, 1913), 45-50; Jean Piaget, The Psychology of the Intelligence (Routledge, 1950), 112

3 ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین (بیروت: دار المعرفۃ، 1982ء)، 1: 55-58

4 عبد الرحمٰن بن محمد بن خلدون، مقدمۃ ابن خلدون (بیروت: دار الفکر، 2001ء)، 540-545

5 محمد حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی (اسلام آباد: اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، 1998ء)، 120

6 عبد الفتاح ابو غدہ، الرسول المعلم واسالیبہ فی التعلیم (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1997ء)، 35-42

7 Lev Vygotsky, Mind in Society: The Development of Higher Psychological Processes (Cambridge: Harvard University Press, 1978), 84-91

8 محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (الریاض: دار السلام، 1999ء)، کتاب العلم، باب من خص بالتعلیم قوماً دون قوم، رقم الحدیث: 127

9 سلیمان بن الأشعث السجستانی، سنن ابی داود (بیروت: دار الکتاب العربی، 2009ء)، کتاب الاقضیۃ، باب اجتہاد الرای فی القضاء، رقم الحدیث: 3592

10 Howard Gardner, Frames of Mind: The Theory of Multiple Intelligences (New York: Basic Books, 1983), 78-95

11 شمس الدین الذہبی، سیر اعلام النبلاء (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1985ء)، 1: 450-455

12 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الإیمان، باب افضل الأعمال، رقم الحدیث: 26

13 Thorndike, Educational Psychology, 88

14 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب امل الأجل، رقم الحدیث: 6417

15 ایضاً، کتاب الأدب، باب فضل من یعول یتیماً، رقم الحدیث: 6005

16 Daniel Goleman, Emotional Intelligence: Why It Can Matter More Than IQ (New York: Bantam Books, 1995), 42-50

17 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد، رقم الحدیث: 220

18 مسلم بن الحجاج النیسابوری، الجامع الصحیح (الریاض: دار السلام، 2000ء)، کتاب المساجد، باب نہی من اکل ثوماً، رقم الحدیث: 537